سوال

(148)مسئلہ ''اسقاطِ میت''کی شرعی حیثیت؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس علاقہ میں جب کوئی موت واقع ہوتی ہے تو غریب یا متوسط طبقہ سے ہو، کفنی پر شہادتین لکھ کر میت کے سینہ پر رکھ کر دفن کرتے ہیں۔ پھر اسقاط کے نام پر کچھ رقم بعض علاقوں میںتوشہ کے نام سے غلہ، نمک،چھوہارے وغیرہ قبر پر لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اچھی گزران والے لوگ حفاظ قبر پرچند دن بٹھاتے ہیں اور میت کے ورثاء ایک کاپی رکھ دیتے ہیں آنے والے لوگ اپنے نام لکھا کر حسب توفیق ۱۰۔ ۲۰ یا زیادہ روپے دے کر جاتے ہیں۔

اسی دن یا دوسرے دن قبر پر روشنی آگ یا لالٹین جلا کر ۴۰ دن رکھتے ہیں۔ پھر ختم قرآن کا سلسلہ ہر جمعرات سے جاری ہو کر کوئی پکے چالیس کوئی کچے یعنی جس دن جمعرات ہو چالیسواں کرتے ہیں۔ ان تمام امور میں ہم رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ مگر اکثریت پر اثر نہیں ہوتا۔ کیا ان کاموں سے روکنے کے باوجود جو نہ رکے یا میت کا ہفتہ وار ختم ہو اور صورت اس طرح ہو کہ آپ میت کے گھر دعوت کھائیں گے۔ اس صورت میں بغیر ختم پڑھے گاؤں کے رواج کے مطابق وہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

پوری تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ (محمد یعقوب) (یکم دسمبر ۱۹۹۵ء)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سوال میں مذکورامور بعض وجوہات کی بناء پر ناجائز ہیں۔

۱۔ عہدِ نبوت ﷺ اور عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ و تبع تابعین رحمہم اللہ میں ان کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ اگر اس طریق سے گناہ معاف ہوتے تو کیا ان کو گناہ کی معافی کی ضرورت نہ تھی۔؟ یا وہ میت سے خیر خواہ نہ تھے؟ یا ان کو نیک کاموں کا شوق نہ تھا؟ جب یہ سب باتیں تھیں بلکہ ہم سے بڑھ کر وہ ایسی باتوں کا خیال رکھتے تھے، تو پھر کیا وجہ ہے خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں ملتا؟ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے اسقاط سے میت کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

'مَن کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ' (صحیح البخاری، بَابُ مَا یُکْرَهُ مِنَ النِّیَاحَةِ عَلَی المَیِّتِ، رقم: ۱۲۹۱)

''یعنی، جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنائے۔''

۲۔ جس کام کی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ضرورت ہو اور اس کے کرنے سے کوئی شئے مانع بھی نہ ہو پھر اس کو کوئی نہ کرے تو وہ قطعی بدعت ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

’مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنَا ہٰذَا مَا لَیسَ مِنہُ فَھُوَ رَدٌّ‘ (صحیح البخاری ، باب اِذَا اصطَلَحُوا عَلٰی صُلحِ جَورٍ فَالصُّلحُ مَردُودٌ، رقم:۲۶۹۷)

یعنی ہمارے دین میں جو نئی بات نکالے وہ مردود ہے۔‘‘

اور ایک روایت میں ہے کہ ایسا شخص لعنتی ہے، بلکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر نیا کام دین میں مردود ہے۔ خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ پس اسقاط کرنے والوں کو چاہیے کہ یا تو خیر القرون سے اس کا ثبوت دیں یا اللہ سے ڈریں اور ایسے کاموں سے باز آجائیں۔ جو بجائے ثواب کے اللہ کی ناراضگی کا باعث ہیں۔ (ماخوذ از رسالہ ردّ بدعات لشیخنا محدث روپڑی رحمہ اللہ)

ایسی مجالس میں شرکت سے ہر صورت احتراز کرنا چاہیے۔ قرآن میں ہے :

وَقَد نَزَّلَ عَلَیکُم فِی الکِتٰبِ أَن إِذا سَمِعتُم ءایٰتِ اللَّہِ یُکفَرُ بِہا وَیُستَہزَأُ بِہا فَلا تَقعُدوا مَعَہُم حَتّٰی یَخوضوا فی حَدیثٍ غَیرِہِ ۚ إِنَّکُم إِذًا مِثلُہُم ... ۱٤۰ ... سورة النساء

’’اور اللہ نے تم مومنوں پر اپنی کتاب میں (یہ حکم) نازل فرمایا ہے کہ جب تم (کہیں) سنو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار ہو رہا ہے اور ان کی ہنسی اڑائی جاتی ہے تو جب تک وہ لوگ اور باتیں (نہ) کرنے لگیں ان کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔‘‘

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد:3، کتاب الجنائز: صفحہ:183

محدث فتویٰ